ہوجاتی ہیں۔ کتاب خوب صورت چھپی ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

محفل دانش منداں، محمد اسحاق بھٹی۔ ناشر: محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، جناح اسٹریٹ، اسلامیہ کالونی، سانده، لاہور۔ فون: ۰۳۰۱-۴۶۸۹۱۸۷۔ صفحات: ۳۲۰۔ قیمت: ۶۰۰ روپے۔

جناب محمد اسحاق بھٹی، صاحبِ علم وفضل تھے۔ انھیں برعظیم پاک و ہند کے قدیم علما کے احوال وتذکار میں دسترس حاصل تھی۔ وہ ایک صحافی، محقق، مترجم اور مؤرخ اور خوش گوار طبیعت کے مالک دانش ور تھے۔ ان کی یادداشت مضبوط اور مشاہدہ گہرا تھا۔ ادبی چاشنی کے لیے بسا اوقات زیب داستان کا پھول بھی ٹانک لیتے تھے، مگر مجموعی طور پر ایک خوش کلام انسان تھے۔

زیرنظر کتاب میں انھوں نے ۲۴ شخصیات کے بارے میں یادوں کے گلدستے سے گلاب چُنے ہیں۔ یہ نثر پارے دل چسپ پیرائے میں، سادہ، شُستہ، رواں اور معلومات افزا شخصی احوال پر مبنی ہیں، کہ ایک کے بعد ایک پڑھتے ہوئے قاری کھنچتا ہی چلا جاتا ہے۔ بھٹی صاحب مسلکاً سلفی تھے مگر خوش مزاجی میں بریلوی تھے۔ اس کتاب میں شامل ہر مضمون قاری کی تشنہ لبی کو سیراب کرتا ہے۔ ایم ایم شریف، بشیر احمد ڈار اور اسماعیل ضیا پر مضامین، زندگی کا خوش رنگ تاثر ثبت کرتے ہیں۔ پروفیسر محمد سرور جامعی پر مضمون (۱۴۴-۱۷۲) تہذیب وشائستگی کی تصویر پیش کرتا ہے۔

پروفیسر سرور صاحب، مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے ناقد تھے۔ اسحاق بھٹی صاحب نے پاکستان کے بزرگ صحافی کلیم اختر (سرور صاحب کے بھانجے) کے حوالے سے یہ واقعہ نقل کیا ہے:

''۱۹۶۴ء میں ایک روز ڈائرکٹر جنرل انٹیلی جینس این اے رضوی، لاہور میں سرور صاحب کے گھر آئے۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ رضوی صاحب نے ان سے کہا: ایوب خاں کے مقابلے میں فاطمہ جناح صدارتی اُمیدوار ہیں اور مولانا مودودی، فاطمہ جناح کی حمایت کر رہے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ مولانا مودودی کے خلاف مضمون لکھیے''۔ تب سرور صاحب حکومت کے تحت ادارہ تحقیقاتِ اسلامی سے منسلک تھے۔ یہ بات سن کر سرور صاحب طیش میں آگئے اور بولے: ''آپ سے کس نے یہ کہا ہے کہ میں مولانا مودودی کی ذات کے خلاف ہوں، اور وہ جو کچھ کہیں یا کریں، اس کی مخالفت کروں۔ دوسری بات یہ کہ میں کسی کے کہنے پر، کسی کی مخالفت یا موافقت میں مضمون لکھتا ہوں۔ پھر یہ کہ آپ کو مجھ سے یہ کہنے کی جرأت کیسے ہوئی کہ میں کسی خاص مسئلے میں جو آپ

کے نزدیک پسندیدہ نہیں، مولانا مودودی کے خلاف لکھوں۔ اگر آپ اس لیے کہہ رہے ہیں کہ میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی میں ملازم ہوں تو میں آج ہی اس سے مستعفی ہوتا ہوں'۔ اور انھوں نے اسی وقت ملازمت سے استعفا بھیج دیا اور پھر ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے دفتر اسلام آباد نہیں گئے۔ یوں اچھی خاصی ملازمت چھوڑ دی، مگر اپنے ضمیر اور اصول کی قربانی نہیں دی اور دربارِ سرکار کی خواہش کے مطابق مولانا مودودی کے خلاف نہیں لکھا'' (ص ۱۵۹-۱۶۰)۔ اس واقعے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حکمران طبقہ کس طرح مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے خلاف سرکاری سطح پر پروپیگنڈا کے لیے وسائل اور اختیارات کو استعمال کرتا رہا ہے۔

کتاب میں جن شخصیات کے نام شامل ہیں، ان میں: میاں الحمدللہ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری، شیخ قمرالدین [ناشر تفہیم القرآن]، حاجی محمد اسحاق، مولانا عبیداللہ احرار، حکیم عبدالسلام ہزاروی، مولانا محمد ابراہیم، مفتی عتیق الرحمٰن، مولانا سعید احمد اکبرآبادی، میر علی احمد تالپور، سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن، عبدالمجید مالواڈا، حکیم عنایت اللہ سوہدروی، محمد رفیق زبیدی، مشفق خواجہ، مولانا مجاہد الحسینی، فاروق الرحمٰن یزدانی، ابوجی، مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی اور مریم جمیلہ۔

یہ کتاب تاریخ، شخصیت اور اسلامی تہذیب کے مختلف نقوش کو واضح اور تعلیم و تربیت کا عکس نمایاں کرتی ہے۔ اشاعت و پیش کش خوب صورت ہے۔ (س م خ)

بلالی دنیا میں شمع اسلام، حافظ محمد ادریس ۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۲۰۸۔ قیمت: ۲۲۵۔

تحریکِ اسلامی کے رہنما کی حیثیت سے مصنف نے افریقہ میں ایک مدت تک دینی، تربیتی اور رفاہی خدمات انجام دی ہیں۔ زیرنظر کتاب میں انھوں نے کینیا اور جنوبی افریقہ کے دورے کے تاثرات، مشاہدات اور معلومات کو رواں دواں پیرائے میں بیان کیا ہے۔ ان کے یہ سفر بنیادی طور پر دینی اور دعوتی جہت رکھتے ہیں۔ اس لیے ایک ایسا قاری جو تحریک اسلامی سے باقاعدہ تنظیمی وابستگی نہیں رکھتا، وہ بھی ان امور اور مسائل و معاملات سے متعارف ہوتا ہے اور رہنمائی کے قیمتی پہلوؤں سے استفادہ کرتا ہے۔

حافظ محمد ادریس صاحب اپنے سفرنامے میں ذاتی مشاہدات و تاثرات کو بیان کرتے ہوئے